

سید علی حسینی  
المنفک کہ رسالہ نافع اور اللالباب ستمیہ

# اُطہار الحق والضموا فی ردہ منقولات المراتب

از تفضیل لطیف علامہ فہامی مولوی عبدالصمد صاحب دانا پوری

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس محلہ دارالانکیر مطبوعہ گزیر

سنہ ۱۳۱۴ھ



کہیں اب کسی متعصب کو بائے کلام و محکم گفتار باقی نہ رہے کہ چہر لب کہ  
 اور تحریر جواب کے لئے قلم اٹھائے کیونکہ اب چند روز سے میں کیا جاتا ہوں  
 کہ اگر کروں تو راجہ میں مخالفین الحدیث مخالف کتاب و سنت کی جانب  
 ازیمہ تن سخت متوجہ ہو رہے ہیں اور حمل بالکتاب و السنۃ کو اپنی پشت  
 والا زید و عمر و کاہکے اقوال ضعیفہ و تخفیف پر جان دے رہے ہیں اور غلبہ  
 شخصی کو کالایمان بالانبیاء و الرسل سمجھ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے میں غصہ  
 اور کوشش انتہائی کی ہے کہ علی سبیل العجوب و الفرضیت باہتمام تمام کتاب  
 و سنت کے اشاعت کروں اور اجدیت کی نصرت و اعانتہ اور مخالفین الحدیث  
 و زوال فرمودین مومنین کی مذمت و اذانت بلکہ مٹھڑ جھڑکتے و نصرت اہل  
 حقیت کو در و اتر شمیم و مسکین طیر آوارہ و متوجہ کیا ہے۔ یہاں افضل صفا  
 زکیہ انت ضمیمہ تعلیم اولاد و ارفع شہادت و اعتراف انسانات مخالفین الحدیث  
 کے جانب پر کیا اس لیے کہ میں مرہ و محکمہ قائم کرنے کی طرفہ کروں مین  
 اہل اسلام و اولاد بالذات قرآن مجید اور حدیث کی تعلیم و تفسیر کیجا ہے و تائید  
 باعتراف گیارہ علوم کی تربیت۔ یوں تو میں بیان پر مع و غیر علوم کے  
 سچا سچہ پارسہ تہذیب و انضباط و انچ لفظیہ ان مولوی دوست محمد صاحب  
 و مولوی محمد سلیم صاحب و مولوی عبدالواحد صاحب و غیرہ موجود ہیں  
 کہ جن کا یہ چاہنا ہوتا کہ نواسہ طلبہ کو اولاد صدقات نفسیہ و موقوفات  
 غیریہ جناب نواب صاحب والا تاجہ امیر الملک سیاح محمد صدیق صاحب  
 صاحب بہادر کی تعلیم کیجائیں کہ مسائل دینیہ کی وقفیت اور معرفت

# التماس

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد از عاجز بنام عبد الصمد غنی مرتبہ نامرین و عاویہ بن الحدیث پر  
 یہ امر واضح و واضح ہو کہ اولاً نحیف ہذا نے اس رسالہ کو کمال عجلت و سرعت  
 تحریر کر کے مجھے پیش قدمی جناب مولوی محمد سعید صاحب کے پاس ارسال کیا  
 اور عالمہ ایضاً جناب مولوی محمد سعید صاحب کے پاس ارسال کیا  
 شائع کر دیا اور ایک اور پیش کش کی حروف کے جب بابا بعض بعض حروف  
 کا نسخہ لکھ لیا ہے کہ تو اس نے بعض کجاہ بعض چھپو دیا  
 اور کچھ کچھ لکھ لیا ہے اب اس میں سے اب وہ بارہ او کی اصلاحات کی ہیں  
 اور وہ مبینہ ہے کہ وہ اثبات کر کے بلکہ بعض بعض جگہ پر موقع و محل  
 مناسب پر بعض بعض فقرات بعض عوافت و نوایم الامجاد سے  
 منتقل کر کے اور او میں درج کر کے تنہا بین و تقویت دیکھ کر ہو گا



ہو جاتا اور زخا و زلات اردو و فارسی کی بھی مہارت کما نیچی پیدا ہو جاتا  
 بعدہ عربیت کی تعلیم تاکہ حسن زبان میں چاہیں اپنے مخالف اور دشمن سے  
 بخوبی سوال و جواب کر سکیں۔ مگر انجام ان دونوں امروں کا بدوٹا نتیجہ یہ ہوتا  
 اہل سیاست و ارباب سیاست و موحدین باہمت و قوت نہیں خوش نصیب  
 صرف بچے بلکہ سرو سامان کی توجہ و کوشش سے حیلہ امکان سے بہت دور  
 ہے لہذا امید کہ ہمارے اخوان و یمنی و احباب ایلانی اہل وسعت و غلو بہت  
 بار سال زر زکوٰۃ و صدقات فطر وغیرہ وغیرہ اس کا رخیر میں شریک ہو کر  
 مستحق اجر اخروی و عیش ابدی کے ہو جائیں اگر ہمارے پیشوا و مقتدا  
 جو ذاتی و سخاوت صفائی مجتہب العصر مجید و صدی ہذا یعنی نواب والا جاہ  
 امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر علیہ  
 بار سال مولفات خود و مسانید صحاح ستہ و مصارف طبع جو اہل غافلین  
 اہل بیت و سامان قوت لایموت ثلثہ العلم مہم سبقت و اقدام فرمائیں تو میں  
 جانتا ہوں کہ سارے اہل حق آنجناب کی اقتدار پرین اور آنجناب کی ذات ناموس  
 تاب سے بعد نہیں اسلئے کہ شرق و غربا جنوب و شمال ہر قوم و خصوصاً  
 قمیض و خیر آپکا جاری ہی ہے و کیف لا۔ تجاری شریف ملین و سید بہادر  
 سخاوت و تجویر رسول صلعم مری ہے کہ ان اسوجہ کتب من الریہ المرسوم  
 اور آن والا جاہ آنحضرت صلعم ہی کے آل میں سے میں چھوڑ دیتا ہوں  
 سرکاریہ آپ کی بھی سخاوت عموماً و خصوصاً تمام ممالک غریبہ و مستحقہ و غنیہ  
 و شمالیہ میں حاتمہ لائی سے بڑھ گئی تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ

۱۔ قرآن مجید میں آیتوں کی تعداد ۶۲۳۶ ہے۔  
 ۲۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔  
 ۳۔ وقت کی بات ہے کہ اس سے پہلے کہ قرآن ۱۰۰ سورہتوں  
 ۴۔ سورہتوں کی تعداد ۱۰۰ ہے۔  
 ۵۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔  
 ۶۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔  
 ۷۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔  
 ۸۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔  
 ۹۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔  
 ۱۰۔ حضرت علیؓ کی آیتیں ۱۰۰ ہیں۔

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### الجواب

۱۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۲۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۳۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۴۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۵۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۶۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۷۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۸۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۹۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔  
 ۱۰۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔





رسول کے قول و فعل کو مانے اور اصحابوں کے قول و فعل کی پیروی نہ کر  
 تو اس نے صحیح عہدوں حکمی التذاور ایسے رسول کی کی بصداق آیت کریمہ  
 اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و بموجب حدیث نبوی  
 علیہ السلام سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین الحدیث ہیں ایسے  
 شخص کے ولیمین مجتہد الاقیقہ کا تحریر یکب اثر پذیر ہوگا۔ لاکن یہ بات  
 کہ مضمون اشتہار سے علما غنفی کے لئے تو کسی قسم کا ضرر نہیں ہوگا اگر ایسے  
 غنفی الذہب جو بیچارے ظلم نہیں رکھتے اسکے دیکھنے سے بوجہ لامعنی حقیقہ  
 الامر اونسکے ولیمین یتیم گزر گیا کہ جب ان سملو کا کوئی ثبوت ہمارے  
 بیان نہیں ہے محض بے اصل بدین تب تو مشہر صاحب نے ایسی لیری  
 کے ساتھ ثبوت طلب کیا ہے تو اس سے عجیب نہیں کہ وہ اپنے طریقہ  
 اصلی کو چھوڑ کر اس کے خلاف پر عمل کرنے لگیں یہ اور راعت او کو خرابی اور  
 گمراہی کا ہیو یاسین خیال بالفعل مجاہد ان مسائل کے ایک مسئلہ کا جواب ثبوت  
 آیت و حدیث صحیح جہاں تک اس ناچیز کو کتاب دیکھنے سے معلوم ہوا تحریر  
 کرتا ہے نا ناظرین کے نزدیک حقیقت راست کوئی مشہر صاحب کی ظاہر جواب  
 اور مخالفین کے فریب میں اگر گمراہ نہ ہو جاوین بعدہ اگر قبہ مسائل  
 مندرجہ اشتہار کا بھی ثبوت اپنی تسکین کے لئے طلب کریں گے تو  
 آئندہ تباریخ تحریر کریگا انشاء اللہ تعالیٰ۔  
 قول مشہر متفقہ یوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا منع کسی آیت و حدیث  
 صحیح سے ثابت نہیں ہے ۛ

کہ مشہور صاحب خود بہت بڑے عالم زبردست و محقق ہیں کل مسائل حنفیہ کی صحت  
 و ضعف کو بخوبی تحقیقات کر چکے ہیں اب کوئی دقیق تحقیق کا باقی نہیں رہا  
 صرف بنظر امتحان حنفیوں سے خواستگار دلائل صحیحہ نسبت مسائل  
 مذکورہ ہوئے ہیں وہ بھی فی آیت و حدیث کی تلاش کا محنت نہ مبلغ سے  
 روپیہ پھر کیا ہے اسلئے کہ باین طبع حنفیان دلائل کی تلاش میں کوشش  
 بلیغ کرینگے آخر کو جب کہیں ثبوت میں ان مسائل کی آیت و حدیث صحیحہ نہ  
 پاؤنگے تو تا دم و شب ایمان ہو کر عجز اپنا ظاہر کرینگے کچھو انیسار وعدہ بکھینکنا  
 پڑیگا اور وہ خود بخود اپنے طریق مذہبی سے جو برابر کرتے چلے آتے  
 ہیں تارک ہو کر اس کے خلاف پر ضروری محمل ہونگے یعنی آمین باجمہر و  
 رفیعیدین و قرارت سورہ فاتحہ خلف امام وغیرہ کرنے میں ذرا تاخیر کرینگے  
 پس جب ان کے ولیدین یقین کا مل ہو چکا کہ آمین باجمہر و رفیعیدین و قرارت  
 سورہ فاتحہ خلف امام وغیرہ آیات و حدیث صحیحہ بخوبی ثابت ہیں اور خلاف  
 میں اس کے کوئی آیت و حدیث صحیحہ نہیں آتی ہے تو پھر اگر کوئی عالم حنفی  
 بیثبوت مسائل مذکورہ آیت و حدیث صحیحہ مشہور صاحب کے پاس تحریر کرے  
 تو یہ یقین اور اس تحریر کی کب زائل ہو سکتا ہے۔ دوسرے مضمون کے  
 اشتہار کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف الیہ صرف آیت قرآن اقول  
 او فعل رسول آخر الزمان علی الصلوۃ والسلام کو مانتے ہیں اور صحابہ  
 کرام کے قول و فعل کو نہیں مانتے ہیں اسلئے کہ ہر مسئلے کا ثبوت بقول  
 و فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم طلب کیا ہے تو جو شخص حرف الہیہ اور اس کے

مقتدی قرات امام کی شے جب وہ پلا کر پڑھے اور چپ رہے جب وہ  
 آہستہ پڑھے یہ سب قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم امام کے  
 پیچھے پڑا کرتے تھے پس تکمیل نازل ہوا کہ جب قرآن پڑا جاوے تو اسکو  
 سنو اور چپ رہو۔ غایۃ الاولیاء۔ ترجمہ درختار میں لکھا ہے کہ  
 خزائن اور کافی میں ہے کہ مقتدی کو قرات سے منع کرنا اسی صحابہ  
 ماثور ہے جنہیں حضرت علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ  
 بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین میں۔ اور کہا  
 امام محمد نے مولانا ابن عساکر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأ الامام لم یقرأ  
 یعنی مقتدی کو قرات امام کی کفایت کرتی ہے۔ اور کہا امام محمد نے  
 عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم للتکس فی العصر قال فقراء رجل خلفه فغیرہ الذی یلیہ فلما  
 صلی قال لما غمرت فی قال کان رسول اللہ قد اذعن فی فکرہ ان تقرأ  
 خلفه فسمعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان اماما فان  
 قرأ الامام لم یقرأ ترجمہ امامت کہ جناب رسول خدا نے وقت  
 عصر کے پس پڑا ایک شخص نے پیچھے آپ کے پس ٹھوکا او سکوا پس آپ  
 نے پھر بعد نماز کے پوچھا کہ کیوں ٹھوکا تو نے مجھ کو کہا او میں شخص نے  
 کہ برا معلوم ہوا مجھ کو پڑھنا تیرا پیچھے رسول خدا کے حضرت نے یہ ماجرا  
 سنکر فرمایا جسکے لئے ہوا امام پس قرات امام کی مقتدی کیواسطے قرات ہے

**اقول** البتہ علماء حنفیہ کے نزدیک مقتدیوں کو سورہ فاتحہ نواہ  
 ویکر سورہ وایت کا پڑھنا بھیچے امام کے منع ہے اسلئے کہ اللہ نے منع کیا  
 اللہ کے رسول نے منع کیا صحابہ کرام نے منع کیا امام مسلمین ابوحنیفہ کوئی  
 علیہ الرحمہ نے منع کیا تمام علماء متقدمین متاخرین پروران طریقہ حنفی نے  
 منع کیا آج تک کل علماء حنفیہ ایسے عمل ہوئے آئے اور انہی اپنی تصنیفات  
 میں اس مسئلہ کو درج کرتے آئے اگر شک ہو تو ان تصنیفات کو دیکھئے  
 کہ سوا منع اور وعید کے جائز و ثواب بہن نہ بن لکھا ہے اب اگر ان  
 بزرگان دین کے قول کوئی زمانہ کوئی شخص باطل اور جھوٹ کہے تو وہ  
 خود جھوٹا ہے بہر کیف آدم باصلہ عامر خود یعنی علماء حنفیہ کے نزدیک  
 قرأت سورہ فاتحہ بھی ویکر سورہ وایت کا پڑھنا بھیچے امام کے  
 منع لقولہ تعالیٰ واذ قرأ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحموا  
 یعنی فرمایا اللہ جل شانہ نے پس جب وقت پڑا جاوے قرآن تو سنو تم  
 اوسکو اور سیکے سہو تاکہ رحم کئے یاؤ تم۔ اور کہا امام احمد نے  
 اجمع الناس علی ان هذه الایہ نزلت فی الصلوة یعنی نزول اس آیت کا  
 نماز کے بارمیں ہوا ہے اور وہ حدیث جواہر برہ رضی اللہ عنہ سے  
 مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انما جعل الامام  
 لیسبقوا ذاکم فکملوا واذ قرأوا فالصوتوا تفسیر اور بیان ہے  
 آیت کا۔ وایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور نسائی اور ابوداؤد اور  
 مسلم نے۔ اور کہا مسلم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ورنہ امت مسلمین لکھا ہے

مخالفین للقیاس کان کر فہمہا الی الذی صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ  
 علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة ائمتنا الراشدين الحدیث  
 وقال سعد وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیه حجرۃ کہا سہل ہے  
 جو صحابہ عشرہ مبشرہ سے ہیں دوست ہیں تحقیق کہ اگر گارون سے ہر ایک  
 منہ پر نہیو الیکہا پیچھے کے وقال علقمة لان اعرض علی حجرۃ احب  
 الی من ان اقرأ خلف الامام یعنی کہا علقمہ صحابہ نے کہ رات نماز اوپر  
 چنگاری کے دوست زیادہ ہے نزدیک میرے امام کے پیچھے کلام اللہ  
 پڑھنے سے قال جابر بن صلی رکعتہ لیرقأ فیہا بام القرآن فالمرید  
 الا ان یکون وراء الامام جس نے پڑھی کوئی رکعت کہ نہ پڑا اوسمین  
 سورہ فاتحہ پس نہ ہوئی نماز اسکی مگر اگر ہوئی پیچھے امام کے یعنی امام کے  
 پیچھے یہ حکم نہیں ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا ترمذی  
 نے هذا حدیث حسن صحیحہ اور حاشیہ جامع ترمذی میں صحیح صفحہ  
 ۵۹ و ۶۰ چھاپہ نو کشتور کے لکھا ہے کہ یہ حدیث مولف نے جو اپنی کتاب  
 میں لایا باسناد صحیح لایا ہے۔ اور وہ حدیث جابر کی من کان للامام  
 فقرأت الالہ قراءۃ اوسمین سورہ فاتحہ بھی ہے اسلئے کہ جابر سے بطریق  
 صحیح ثابت ہوا ہے ان الامام لم یقرأ الفاتحة ایضا یعنی مقتدی  
 سورہ فاتحہ بھی پیچھے امام کے نہ پڑھے کذا لا یصح ان یجعل حدیث  
 من کان له امام علی الصلوۃ الجہنۃ دون السریۃ لان ورودہ  
 فی صلوۃ الظہر والعصر یعنی حدیث صرف اوپر صلوۃ جہر پر کے محمول نہیں

روایت کیا اسکو حکام اور طحاوی اور ابو بکر ابن ابی شیبہ اور حنفیہ نے  
ساتھ اسناد صحیح کے۔ اور شرح مشکوٰۃ المصابیح میں شیخ عبد الحق  
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے مارا لیل ابن حدیث ست کہ من کان لہ  
امام فقراۃ الامام قراۃ لہ و ابن حدیث صحیح ست۔ اور ہایہ میں  
لکھا ہے من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ و علیہ اجماع  
الصحابۃ اور قمر القاری حاشیہ نور الانوار میں مولانا عبد الحکیم نے اس  
مقام پر تحریر فرمایا ہے کذا رواہ ابن مزیع بسند الصحیح عن  
جابر کذا قال علی القاری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور کہا شری نے اجماع الصحابۃ علی  
منع القراۃ خلف الامام اجماع کیا صحابہ نے اور منع ہونے قراۃ  
خلف امام کے ذکر کیا اسکو ابن ہمام نے فتح القدر میں۔ اور نہامین  
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قراء خلف الامام عیلا فیہ  
جرۃ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن پڑھے پیچھے امام کے  
بھرتا ہے اپنے منہ میں چٹکائی آگ کی وقال عمر بن الخطاب لیت  
فی فم الذی یقرأ خلف الامام رجلا فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
نے کاشکے چھڑ ہو اوسکے منہ میں جو شخص پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا  
اسکو امام محمد نے۔ وقال علی بن ابی طالب من قرأ خلف الامام فقد اخطأ  
القطرۃ اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس نے پڑیا پیچھے امام کے پس  
تحقیق مخالفت کی اوس نے دین کی روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے  
فاذا ثبت رفع الحدیثین المذکورین الی الخلیفتین معہما

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الملهم للصواب والموفق للحجاب والصلاة والسلام على من  
 اوتى الحكمه وتفصل الخطاب وعلى جميع الدواعي والذين هم متخلين بحكام  
 الاداب اما بعد ما ہر ان اولہ شرعیہ و عارفان حجج سمعیہ پر یہ امر واضح و واضح  
 ہو کہ جب بعض الدخضام خنفسیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ کل مسائل اجتہاد یہ و فروعات  
 فقہیہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے موافق کتاب مستطاب و مطابو سنت رسالت  
 ہیں اور جمیع احادیث نبویہ کے جناب امام صاحباً فقط تھے تو محض خنفسی جناب ہو کر  
 محمد سعید صاحب بنارس نے دس مسئلے کتب فقہیہ خنفسیہ سے التقاط کر کے  
 مولوی عبدالصمد مولوی قطب الدین وغیرہ وغیرہ علماء خنفسیہ ہندوستان  
 و دیگر مالک غریبہ و شیعہ و جوانب جنوبیہ و شمالیہ کو بطور اشتہار و وعدہ دیا  
 کہ اگر ان حضرات سے کوئی صاحب و رباب ثبوت مسائل ذیل کوئی ایسی آیت  
 یا حدیث کہ جس مسئلے کے ثبوت کے لئے پیش کیا ہے نص صریح ہوا و سکو  
 پیش کریں تو حق تلاش فی آیت و حدیث مبلغ پذیرہ رو یہ بطور انعام کے  
 او کو دئے جاوینگے پس اب بعد کئی سال زمانہ شیوع اشتہار کے میان

ہو سکتی بلکہ جہیز اور سریرہ دونوں مبین پڑھنا چھپے امام کے منع ہے اس لئے کہ  
 ورواس حدیث کا بیچ نماز ظہر اور عصر کے ہوا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ  
 من کان لہ امام الخ یہ آخر حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہ بھی  
 ایسی ہی ذکر کیا امام محمد نے ختم ہوا مضمون حاشیہ جامع ترمذی کا -  
 اور بھی احادیث اسباب میں بہت ہیں چند بطور اختصار بخوبی طوالت  
 تحریر کیا واللہ اعلم بالصواب \*

آب اگر مشہر صاحب کا بھی چاہے تو منظر انصافی جواب نہ آکو ملاحظہ فرما کر  
 یا تو تسلیم کریں - اور ایفا روعہ بموجب حکم خدا و رسول عمل میں لاویں  
 والا ثبوت قرآنہ سورہ فاتحہ خلف امام و عدم صحت دلائل صدر الیسی  
 آیت و احادیث صریح و صحیح غیر منسوخہ و متروکہ سے جبراجماع صحابہ رضو  
 و اتفاق علمائے سلف حنفیہ کا ہو تحریر فرماویں \*

آو ر ناظرین پر واضح ہو رہے کہ مشہر صاحب نے اس نشان و پہرے کے ساتھ  
 جواب اشتہار کا اپنے طلب فرمایا ہے کہ جو کوئی صاحب اس اشتہار کو جواب  
 لکھیں تو اس نشان مشہر کے پاس و آنہ کریں - بمقام آ رہ ضلع شاہ آباد محلہ چوک جگہ  
 بریکان مولوی ابراہیم پاشا مسجد سعید مدرس مدرسہ احمدیہ کے پہنچے -

آو ر اگر جواب نہ ہو سکے تو عجز اپنا لکھیں اور ہم سے انکے خلافین اسید علی حاشیہ  
 طلب فرماویں - المشہر محمد سعید عفی عنہ \*

مولوی اشرفی عالم  
 بفرائین شیخ و راز الدعویٰ مسجد ملا علی  
 بطبع مرات الصدقہ نوکیر شاہ



کے لئے بہت صورتیں تھیں جس پر ایسا اور رنگا میں چاہتے کہا کرتے  
 اس دریا سے ناپیدا کیا کر کے کہہ کیوں اسے اور فرض کیا سمجھ کر جی  
 نہیں مانتا تھا اسی ضمن میں کہ ہوا چپ پیر تھی کہ بتعصب مذہبی اس  
 اشتہار کا جواب ہی تحریر کریں کسی اہل علم سے سلیقہ تحریر جواب و طریقہ  
 اثبات مدعا سیکھ لیتے اور خود بھی سمجھ بوجھ کر اس راوی پر خطر میں قدم  
 رکھتے اسمین اگر دیر بھی ہو جاتی تو کچھ قباحت نہ تھی ۵  
 وزن بے تامل گفتار دم ۶ نگو گوئی گرد و پر گوئی غنیم  
 بنطق آدمی بہتست از جواب ۷ و اب از تو بگر گوئی صواب  
 اور اگر اپنی شہرت ہی منظور تھی تو اور کوئی کام برائے نام کرتے چند  
 سطریں تحریر کر کے اپنی پروردگار کی حیف صد حیف بلا افسوس  
 نہ ارافسوس کہ محیب صاحب نے ان نصائح و مواعظ کی طرف کچھ التفات  
 نہ کیا خود بخود اپنی بے آبروئی و بے وقوفی کے باعث ہو گئے انا  
 للہ وانا الیہ راجعون - الغرض بلا تصنع و بلا مبالغہ راست برکت  
 بے کم و کاست میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کلمہ کلمہ انکی تحریر کا متضمن جہل  
 و جہل اور مسئلہ مسئلہ انکی تقریر و تحریر کا انکی لاعلمی و سوسرفہمی پر شاہد  
 حال ہے خلاص کلام یہ قابل خطاب قحطے کہ کوئی انکی طرف متوجہ ہوتا  
 تحریر انکی السبب تھی کہ کوئی اسکا جواب لکھتا مگر پوجہ چند و چند اور اصرار  
 بعض احباب اولی الالباب کا تب الحروف نے چارنا چار ہو کر جملہ جملہ اور  
 فقرہ فقرہ انکی تحریر کا نقل کر کے بارہ نقاب و حج عقیق بہ ترتیب

میان اشرف عالم صاحب بھاگلپوری نے بطبع مباحث خمسہ عشر روپیہ خواہ تہجب  
 مذہبی یا بغرض تہمید خود اپنی اوقات مستغنیہ کی خود زبانی کر کے بعد چند فقرہ  
 تمہید جواب کے منجملہ مسائل و دکانہ کے ایک مسئلہ میں قراۃ فاتحہ خلف الامام کے  
 ثبوت میں بعض آیات کریمہ و احادیث ضعیفہ و آثار و اقوال نحیفہ سقیمہ  
 بعبارة آورد و خلاف محاورہ نقل کر کے اپنی لاعلمی و سوء فہمی کا اظہار  
 و اظہار کیا کیونکہ وہ بعض آیات کریمہ و احادیث ضعیفہ و آثار و اقوال  
 ضعیفہ سقیمہ بر تقدیر صحت و قوت ہی در باب ثبوت مسئلہ منع قراۃ فاتحہ  
 خلف الامام نص صریح نہیں ہیں اور قطع نظر نصیح نہ ہونے کے وہ نص  
 ظاہر بھی نہیں ہیں کہ اسے تصحیف علیہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ علامہ فہامیہ باب  
 مشتمل صاحب نے ایسی آیت و حدیث طلب فرمائی ہے کہ اسباب میں  
 نص صریح ہو پس اگر آپ کو علم ہوتا تو بعض اوقات آیات کریمہ و احادیث  
 ضعیفہ آثار و اقوال سقیمہ ضعیفہ در باب ثبوت منع قراۃ فاتحہ خلف  
 امام نقل کرتے کچھ سمجھ ہی سے کام لیتے۔ تو بھی تحریر جواب میں جرئت و ہمت  
 نہ کرتے اس لئے کہ بغیر علم و مجاہدہ در باب تحریر جواب و رد و قدح جرئت  
 و دست اندازی کرنی موجب رسوائی و سبکداری ہے۔

چون نداری کمال آن بہ کہ زبان و رولان نگہداری  
 آدمی رازبان فضیح کند جو زبیر مغز را سبکداری  
 اگر ایسا ہی جناب کو طمع دنیا و انگیر تھی تو پیری مریدی اور حجاز ٹھونک  
 اوسکے اکتساب کے لئے کیا کم تھی و علاوہ برین اور بھی اکتساب دنیا

حنفیہ سے طلب فرمائی ہیں مگر پھر بھی کوئی دلیل صحیح نہیں رقم فرماتے ہیں  
 یہ علامت ہے ضعف مذہب حنفی کی پس بنا براسکے اگر کوئی حنفی المذہب  
 خلف امام قزاقیہ فاتح کرے اور آئین باجہر کہے و علیٰ ہذا القیاس دیگر  
 اعمال مسنونہ بجالاے تو کچھ قباحت نہیں اور آپ قباحت سمجھتے ہیں  
 فافہم راجعاً یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عالم حنفی المذہب و رباب  
 ثبوت مسائل مندرجہ اشتہار آیت کریمہ اور حدیث نبوی تحریر کر کے  
 مشہور صاحب کے پاس ارسال کرے تو یہ یقیناً اوکا اس تحریر سے کب  
 زائل ہو سکتا ہے یعنی نہیں زائل ہو سکتا۔ اس کلام سے یہ بات لازم آتی  
 ہے کہ جب یقیناً ایک شے کے ساتھ متعلق ہو تو بدون زوال کے اوس  
 شے سے دوسری شے کے ساتھ نہیں متعلق ہو سکتا حالانکہ یہ بات نہیں  
 ہے ورنہ لازم آئے کہ مثلاً یقیناً وحدانیت یا ربیتاٰلی کے ساتھ متعلق ہو  
 تو بدون زوال کے اوسے رسول صلعم کی رسالت کے ساتھ متعلق  
 ہو سکے و ازل میں فلیس فان قبل۔ اگر دو قسم کی حدیثیں صحت اور قوت  
 میں مساوی ہوں اور یقیناً دونوں کے صحت اور قوت کے ساتھ  
 برابر متعلق ہو اور اوس میں سے ایک مقتضی ہو ایک حکم کو اور دوسری  
 مقتضی ہو منع اوس حکم کو مثلاً ایک مقتضی ہو قزاقیہ فاتح خلف الامام  
 اور دوسری مقتضی ہو اوکے منع کو پس اب حکم کس حدیث کے عمل کیا جا  
 یقال اس صورت میں ہم کتب تواریخ و سیر کو دیکھیں گے پس اگر ان میں  
 سے ایک مقدم ہوگی اور دوسری تالی تو مقدم کو منسوخ قرار دینگے

مصیب جواب باصواب سلک تقریر و مطہرین و راجح کرتا ہے اور  
 عادلین سے عدل و انصاف کی امید رکھتا ہے۔ **فہا انا اشرع فی المقصود**  
**بعن الله الودود** : **قال المجیب** شہ صاحب نے اس قول پر کہ  
 التوفیق ومنہ الوصول الى التحقيق۔ یہ قول آپ کا چندوش ہے بدوچ  
 اولامن وجہ رکاکت عبارت ثانیاً بحجت خرافت مقصود و دلیل عبارت  
 آما رکاکت عبارت پس فقرہ یہ خاص پر و طریقہ حنفی و دیگر فقرات  
 سے واضح کالشمس فی کبد السماء ہے و لیکن خرافت مقصود و دلیل  
 عبارت ثابت ہوتی ہے چند وجہ اولاً یہ کہ آپ اس قول میں دعویٰ  
 کرتے ہیں کہ کتب فقہیہ تنفیہ میں درباب ثبوت مسائل مندرجہ  
 فی الاشتہار آیات کریمہ و احادیث صحیحہ مسرور و مہجود ہیں اور یہی  
 ایک آیت اور حدیث بھی آپ نقل نہیں کرتے کہ جس سلسلے کے ثبوت  
 کے لئے پیش کیا جائے تو نص صریح ہو پس یہ دعویٰ قابل سماعت نہیں  
 کمالانفی عند النظر ثانیاً یہ کہ بہت مشہور ہے کہ آپ یہ فرماتے ہیں کہ  
 مشہور صاحب خود بہت بڑے عالم زبردست محقق اور ایسے اولیاء  
 ہیں اور باوجود اس مدح کے آپ انکے اقوال کی تردید کرتے ہیں  
 پس یہ عجول ہے اور ظاہر ہے کہ عجول مستلزم ہے تحقیق و منکر  
 اور تحقیق و منکر کی جائز نہیں خصوصاً عالم کمالانفی علی من تبع القرآن  
 ثانیاً یہ کہ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ علامہ شہر نے امتحان درباب ثبوت  
 مسائل مندرجہ اشتہار اولہ شرعیہ قطعاً و حجج جمعیہ علیہ علماء

التذویر رسول کی صریح عدول حکمی کرتا ہے اور اسکے ولیمین مضامین آیہ کلام  
 وحدیث رسول اللہ اثر نہیں کرتے پس نتیجہ یہ نکلا کہ علماء خفیبہ یا خاں خواں  
 امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور رسول کی صریح عدول حکمی کرتے ہیں اور ان کے  
 ولیمین مضامین کتاب وسنت کے نہیں اثر کرتے پس یہ بات نہ لازم آئی  
 کہ مشہور موصوف الذہور رسول کی عدول حکمی کرتے ہیں اور ان کے ولیمین  
 مضامین کتاب وسنت کے اثر نہیں کرتے بلکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ شہر  
 موصوف الذہور رسول کی عدول حکمی نہیں کرتے اور ان کے ولیمین  
 مضامین کتاب وسنت کے اثر کرتے ہیں کما لا یخفی عند صاحب واق  
 السلیہ۔ **قال المجیب** لیکن رہی یہ بات الخ۔ اقول بوقوف اللہ  
 واثبتہ لا مثلث مثلاً جب وہ شخص کسی مسئلہ میں باہم تقریر کرتے ہیں خواہ  
 تحریر یا بن طور کہ انہیں سے ایک مدعی ہوتا ہے کہ حکم کو دلیل سے ثابت  
 کرتا ہے دوسرا سائل کہ نفی حکم کی کرتا ہے یا خلاف مدعی کے تقریر کرتا ہے  
 خواہ تحریر عام ہے اس سے کہ مانع ہو وہ یا ناقض خواہ معارض مثلاً حنفی  
 المذہب کہے کہ مقتدی کو خلف امام استماع اور انصاف واجب ہے اور  
 قراءۃ فاتحہ خواہ سورہ دیگر منع بروایت عبداللہ بن جابر اور خصم یعنی  
 سائل عامل بالحدیث معارضہ کرے بروایت دیگر کہ معنی ہے وجوب  
 قراءۃ فاتحہ خلف امام پر یا نقض کرے یا بن طور کہ عبداللہ بن جابر خود خلف  
 امام سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے پس روایت انکی ساقط الاستدلال  
 پس بعد اللہ التی والتی کے حکم اس نقض و معارضہ کے مدعی وجوب

اور مال کو نسخہ اور سکے لئے پس بجکے نامی یعنی موخر پر عمل کیا جائیگا ورنہ تبادلہ  
تعارض و دونوں ساقط الاستدلال والعمل ہو جائیں گے پس لازم کیا  
رجوع کرنا طرف آیات قرآنی و آثار اصحاب حبیب ربانی کے کمال یعنی  
علی من لدنی مسکتہ العلیہ الاصول فتدبر \*

قال المجیب دوسرے مضمون سے اشتہار کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے الخ  
اقول ویا للہ التوفیق والتوفیق چونکہ علمائے حنفیہ نے بمقابلہ و  
مواجہہ علامہ مشہرہ و عوسی کیا کہ کل مسائل معمول بہا امام ابو حنیفہ رحمہ  
موافق آیت کلام اللہ و قول و فعل رسول اللہ کے ہیں اور قول و فعل  
اصحاب رسول اللہ کے موافقت کا اپنے و عوسی میں ذکر نہ کیا پس  
حسب اس و عوسی کے مشہرہ موصوف نے دس مسئلے کتب فقہیہ  
حنفیہ سے التفاد کر کے اون مسائل کے ثبوت کے لئے صرف آیت کلام اللہ  
و قول و فعل رسول اللہ طلب فرمایا نہ قول و فعل اصحاب رسول اللہ  
نہ یہ کہ مشہرہ ممدوح صرف آیت کلام اللہ و قول و فعل رسول اللہ کو  
مانتے ہیں اور قول و فعل اصحاب رسول اللہ کو نہیں مانتے پس بنا بر  
و عوسی مذکور حنفیہ جبکہ ذکر اوپر گذارے بات لازم آئی کہ علمائے  
حنفیہ خواہ امام ابو حنیفہ رحمہ صرف آیت کلام اللہ اور قول و فعل رسول اللہ  
مانتے تھے اور قول و فعل اصحاب رسول اللہ کو نہیں مانتے اور حسب قول آپ  
کے جو شخص آیت کلام اللہ اور قول و فعل رسول اللہ کو مانتا ہے اور قول  
و فعل اصحاب رسول اللہ کو نہیں مانتا تو وہ بجکے آیت کریمہ و حدیث مذکور

اور عوام اہل اسلام آپ کی حیلہ سازی و فتنہ پردازی میں نہ پڑیں اور مسلک  
 اتباع سنت پر قائم و دائم رہیں اب آپ پھر اگر کسی مسئلہ میں منجملہ اہل  
 وہ گانہ کے ایسا ہی ہاتھ پاؤں ہلائیں گے تو پھر ہم بھی انتشار امد العزیز ہاتھ  
 دکھلائیں گے قایک والاعتساف۔ **قال المحبب قول مشہر الخ۔**  
**اقول** بعض موصوفہ نقالی بیشک مقتدیوں کو مسورہ فاتحہ طلق الامام  
 پڑھنے کی ممانعت کسی ایسی آیت اور حدیث سے کہ جب اس مسئلہ کے ثبوت  
 کے لئے پیش کیا دے تو نص صریح ہو ثابت نہیں ہوتا اگر ہو تو لا ینبذ  
 نہیں شدہ لیجائیں ورنہ پھر اسباب میں لب نہ بلائیں **قال المحبب** علماء  
 حنفیہ کے نزدیک **الخ اقول** بتوفیق اللہ عز و جل و سبج حلد یہ قول  
 معنی و شہ ہے بدو جہ اولایہ کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دلیل شرعی و حجت  
 سمعی کتاب و سنت اور اجماع و قیاس ہے یا جو کچھ علماء حنفیہ کے  
 نزدیک ثابت ہو و اگر یہ فرمائیں کہ دلیل شرعی و حجت سمعی قطعاً کتاب و سنت  
 اور اجماع و قیاس ہے تو پھر علماء حنفیہ کے نزدیک جو کچھ ثابت ہے  
 اسکا کیا اعتبار اب آپ اگر یہ فرمائے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک جو کچھ ثابت  
 ہے وہ بھی دلائل ہے انھیں دلائل کے ساتھ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ  
 جو مسائل مشہور میں مندرج ہیں ان کے مسائل کے ثبوت میں انکا دلائل  
 دلائل کیون نہیں پیش کرتے اور اگر کل مسائل کے ثبوت میں نہ ہو سکے تو ان  
 سے روہی اکتے مسئلے کے ثبوت میں جو قول اوکا دلائل ہو ساتھ کسی دلیل  
 کے دلائل اربعہ شرعیہ سے حسب فرمائش مشہور موصوفہ پیش کیجئے ورنہ

قرآنہ فاتحہ خلف امام کا یقین کرے اور سورہ فاتحہ خلف امام پڑھنا شروع کرے اور بموجب ترجیح و دلیل قرآنہ فاتحہ و دیگر نیکان خدا بھی پڑھے لیکن یا برعکس اسکے بعد تقریر و تحریر بطریق مذکور کرے و بموجب استماع و انصات ہی ثابت ہو جائے اور خصم و دیگر نیکان خدا بموجب قوت و دلیل استماع و انصات قرآنہ فاتحہ خلف امام ترک کر کے ہر نماز و ہر حال میں استماع و انصات ہی اختیار کریں تو یہ صورت مناظرہ کی ہے اور مناظرہ بموجب ہدایت ہے نہ حسب فہم لطیف آپ نے باعث ضلالت و ہلاکت کمال یعنی عند النظائر وی الالبصائر۔ **قال المجیب** باین خیال الخ۔

**اقول** وباللہ التفہیق جواب سے کیا مراد ہے جواب باصواب یا جواب ناصواب۔ اگر جواب سے جواب باصواب مراد ہے تو جواب اشتہار منور نہیں ہوا اور اگر جواب سے جواب ناصواب مراد ہے تو یہ قابل اعتبار نہیں آپ نہ اسکا کیجئے اور کاغذات سیاہ کیا کیجئے کون التفات کرتا ہے اور کون سننا ہے اور نہ ہفوات کو۔

کون سننا ہے کہانی تری امی یا غلط ہو کیون لغبن میں لئے پھرتا ہے تو طوطا غلط ہو جو کہ عوام الناس اس قسم کے جواب ناصواب کو بھی جواب سمجھتے ہیں یا نہ آپ جو خیال فاسد و زعم کا سد منجملہ مسائل وہ گانہ کے ایک مسئلہ کا جواب علمی فرماتے ہیں۔ میں سرورست بالاختصار جواب اوسکا بدلہ لائق طبعیہ نقلیہ و براین قوی عقلیہ تحریر کئے دیتا ہوں تاکہ ناظرین منصفین پر آپ کا تعصب و تعسف و مبلغ علمی و لکھ نصوص فہمی پیدا ہو یا ہو جا



اذ التعارضتان لسا قطناً و و نون کو ساقط الاستدلال والعمل کرو یا ہے  
 و عبارتہ کہذا۔ مثاله فاقرء ما تليمن القرآن۔ مع قولہ تعالیٰ و اذ اقرئ  
 القرآن فاستمعوا له وانصتوا فان الاول بعصمه یوجب القریۃ علی المقتدی  
 والثانی بخصوصہ ینفیه وقد ورد فی الصلوات جمیعاً فلنسا قطناً ترجمہ  
 مثال اسکی یہ ہے پس پڑھو جو آسان ہو قرآن سے یہ آیت ساتھ قول اللہ  
 تعالیٰ اور جسوقت پڑھا جاوے قرآن پس سنو اور سکھو اور چکیے پس  
 پہلی آیت اپنے عموم سے قرارت کو مقتدی پر واجب کرتی ہے اور دوسری  
 اپنی خصوصیت سے اسکی نفی کرتی ہے اور و نون نمازی میں وارد ہونے  
 ہیں پس و نون ساقط ہوگی۔ پس جبکہ مقتدی کے لئے مانعت قراۃ فاتحہ  
 کی اس آیت کریمہ سے نہ ثابت ہوتی تو بدلیل آیت کریمہ و اذکر ربک فی نفسک  
 و حدیث عباوہ بن صامت و جوب قراۃ فاتحہ ثابت رہا اور جبکہ ملا  
 جیون حنفی نے آیت کریمہ کو بقاعدہ تعارض ساقط الاستدلال والعمل  
 کرو یا تو ارجحی المذہب کو اس آیت سے استدلال کرنا وجوب استماع  
 وانصات و منع قراۃ فاتحہ خلف امام پرعت و خرط قناد ہے۔ و معہذا  
 اور بھی وجوہ ہیں کہ اس آیت سے مانعت قراۃ فاتحہ خلف امام نہیں ثابت  
 ہوتی لکما ستقف علیہ انشاء اللہ تعالیٰ قال المحیب اللہ کے رسول نے  
 منع کیا الخ۔ اقول بتوفیق اللہ الکفیل و صوحسی و نعم الکلیل  
 خلاصہ کلام مناسب مقام یہ ہے کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں وجوب ترک قراۃ  
 فاتحہ خلف امام کا اور میں منع کرتا ہوں یعنی آپ سے دلیل طلب کرتا ہوں

فقط زبانی کہہ دینے کی کیا سند ہے اور اعتبار۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہوں  
 کہ علماء شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے نزدیک بھی جو کچھ ثابت ہے وہ بھی  
 اس طرح مدلل ہے بدلائل اربعہ شرعیہ تو پھر علماء حنفیہ کے تخصیص کی کیا وجہ  
 ہے تا نیا یہ کہ بعض علماء حنفیہ کے نزدیک مقتدیوں کو حالت اقتداء میں حورہ  
 فاتحہ کا پڑھنا منع ہے یا کل کے نزدیک اگر یہ فرمائے کہ کل کے نزدیک  
 منع ہے تو محض باطل ہے کما سیحی تفصیلہ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر  
 یہ فرمائے کہ بعض کے نزدیک منع ہے تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جن بعض  
 کے نزدیک منع ہے ان کو کیا ترجیح ہے اور بعض پر کہ جن کے نزدیک منع نہیں  
 بلکہ مستحب و سنت یا واجب ہے بنوا ولا تکتوا الحق وانتم تعلمون ؟  
**قال المجیب** اس لئے کہ اللہ نے منع کیا الخ۔ **اقول** بفضلہ تعالیٰ آپ کو کس آیت  
 سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے مقتدیوں کو قرات فاتحہ خلف امام سے  
 منع کیا اگر یہ فرمائے کہ آیت کریمہ و اذا قرأ القرآن سے معلوم ہوا کہ اللہ  
 جل شانہ نے منع کیا تو اولاً میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آیت کریمہ و رباب منع  
 قرات فاتحہ خلف الامام نص صریح بلکہ ظاہر بھی نہیں ہے اگر چہ و رباب  
 استماع و انصات نص صریح ہو مگر محمول ہے ماعدانہ فاتحہ پر و علماء وہ برین  
 باعتبار مفہوم استماع و انصات کے صلوة جہرہ میں ممکن ہے اور سر میں  
 سرگز مقتضی منع قرات نہیں کما سیحی تفصیلہ انشاء اللہ تعالیٰ فانظر :  
 تا نیا یہ کہ ملا جیون حنفی نے نور الانوار شرح منار میں اس آیت کریمہ کو  
 مع آیت کریمہ فاقرأھا تیسر من القرآن متعارض ٹھہرا کر بقاعدہ اصول

فاتحہ خلف الامام کو تسلیم کیجئے یا کوئی دوسری ایسی حدیث کہ دریا بہ ثبوت  
وجوب ترک قرآنہ فاتحہ خلف الامام نص صریح ہو پیش کیجئے پندرہ نہیں  
سترہ لیجئے ورنہ پھر مناظرہ کا نام نہ لیجئے۔ **قال المجیب** صحابہ کرام نے  
منع کیا الہم۔ **اقول** بمنہ و کرمہ تعالیٰ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے  
کہ آپ نے جس وقت اس عبارت کو تحریر فرمایا ہے سوا یہ ہون نہ پڑا تھا  
ورنہ ایسی کچھ بھی اور نادانی کی بات منہ سے نہ نکالتے خیر مضیٰ ماضیٰ  
یہ قول آپ کا مخدوش ہے بد و وجہ اولاً یہ کہ علماء حنفیہ یہ دعویٰ کرتے  
ہیں کہ کل مسائل اجتہاد یہ امام صاحب کے موافق کتاب و سنت کے ہیں  
پس آپ کو لازم ہے کہ ابھی صرف آیت اور حدیث صحیح سے استدلال فرما  
آپ صحابہ کی طرف التفات نہ کیجئے۔ ثانیاً یہ کہ اکثر صحابہ کہ جنکو حدیث صحیح رسول اللہ  
صلعم کی پہنچ گئی ہے وہ قرأت فاتحہ خلف الامام کی اجازت دیتے تھے اور بھیجی  
قرآنہ خلف امام کرتے تھے جیسے حضرت علی و حضرت عمر و حضرت ابو ہریرہ وغیرہم  
رضی اللہ عنہم اور جنکو رسول اللہ صلعم کی حدیث نہ پہنچی وہ معذور تھے  
اور ایسے اصحاب رسول اللہ صلعم کے اقل قلیل ہوں گے اور وہ اکثر والا کثر  
**حکم الکمل فعلیک بتلطیف القرائۃ لیظہر لک المقصد** **قال المجیب**  
**امام المسلمین ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ منع کیا۔** **اقول** بتوفیق اللہ العالی  
فی هذا المقام بحیث ینہد مراد الدلالتھام امام ابو حنیفہ رحمہ نے  
برقمہ کو نفی آیت یا حدیث صحیح کے منع فرمایا ہے کہ وہ جب مستند و محبوب  
ترک قرآنہ فاتحہ خلف الامام کے ثبوت کے لئے پیش کیجائے تو نص صریح ہو

پس آپ کو لازم ہے کہ ایسی دلیل پیش کیجئے کہ اس مسئلے کے ثبوت کے لئے نص صریح ہو اب اس صورت میں اگر آپ حدیث من کان له امام فقرأه الامام له قراۃ کو پیش کیجئے گا تو میں بموجب قول علیہ السلام لا تفعلوا الا بالقرآن سے معارضہ کروں گا یا نقض کروں گا یا بین طور کہ حدیث من کان له امام امام ضعیف ہے اور حدیث ضعیف ساقط الاستدلال و العمل ہو ا کرتی ہے اور بر تقدیر صحت محمول ہے ماسوا ر فاعلم پر پس یا تو ثبوت وجوب قراۃ

کے کیونکہ بموجب قول علیہ الصلوۃ والسلام لمن لم یقرأ بها بدون سورہ فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی اور نماز کی نفی سے یہاں پر نفی ذات نماز کی ثابت ہوگی نہ نفی کمال کی چنانچہ مؤید ہے اس معنی کو کلام ہدایت التیام شیخ المشائخ عارف بالندو اب والاجاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن خالص صاحب بہادر ماتحت حدیث عبادہ بن صامت و ہذہ عبارتہ و نیز آنحضرت فاتحہ اور ہر رکعت بخواند کار و اہ سلم و میفرمود وصلوا کما راہتمونی اصل پس واجب شد کہ ور ہر رکعت بخواند و حدیث و دلیل شد بر نفی صلوۃ شرعیہ چون مصلی و ران فاتحہ بخواند زیر کہ نماز مرکب است از اقوال و افعال و مرکب منتفی میشود بان تقارر جمیع اجزا و بعض اجزا و حیات نیست کیونکہ تقدیر نفی کمال زیر کہ ضرورت تقدیر نیز و تقدیر صدق نفی ذات میباشد و از حدیث آئندہ معلوم میشود کہ نفی متوجہ بہت بسو کے کفایت و آن مانع نفی ذات است و رمال زیر کہ آنچہ کفایت نمی کند نماز شرعی نیست انتہی مافی مک الختام - ۱۲ ۴

حق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام محمد اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے دو قول ہیں  
 قول اول سے دونوں کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور قول ثانی سے احتیاطاً  
 علی سبیل الاستحسان اجازت اور اول بترک ہے و ثانی معمول بہ چنانچہ  
 مولوی عبدالحی حنفی نے امام الکلام میں میزان شعرانی سے اون دونوں  
 اماموں کے دونوں قولوں کو نقل کر دیا ہے و ہذا عبارتوں سے واضح ہے  
 الامام ابی حنیفہ لکھا کہ و ذکر الشعرانی ان ہذا روایت ہی التي رجعا  
 الیہا حیث قال ابی حنیفہ و محمد قولان احدہما عدم وجوبہا  
 علی المامورین لا تسن و ہذا قولہما القدیر و ادخلہ محمد فی تصانیف  
 القدیمتہ و انتشرت النسخ الی اللطراف و ثانیہما استحسانہا علی سبیل  
 الاحتیاط و عدم کراہتہا عند المحتلف للحدیث المرفوع لا تفعلوا الا  
 بامر القرآن و فی روایت لا تقر بالشیء اذا جہرت الایام القرآن و قال علماء  
 کاتبیون علی المامور القلاء فیما یجہر فیہ الامام و فیہا لیس  
 فرجعا من قولہما الاول من الثانی احتیاطاً انتہی۔ **ترجمہ عبارت**  
 اسکی ہے اور ایسا ہی امام ابو حنیفہ سے روایت قرآنہ فاتحہ خلف امام کو کرنا  
 اور شعرانی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہ روایت ہے کہ جسکی طرف دونوں نے  
 رجوع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ ابو حنیفہ و محمد کے دو قول ہیں ایک تو عدم وجوب کا  
 مقتدی پر بلکہ سنت بھی نہیں یہ قول و دونوں صاحبوں کا قدیم ہے اور اسکیو  
 امام محمد نے اپنی پہلی تصانیف میں داخل کیا ہے اور اطراف میں یہ نسخے پھیل  
 ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قرآنہ فاتحہ مقتدی کو متحسن ہے احتیاط کے لئے

بیان فرمائے مگر آیہ کریمہ واذا قرع القرآن وحیث من كان له امام في طرف  
رجوع نہ کیجیگا کیونکہ آیہ کریمہ کو تو آپ کے بڑے پر نے خود ساقط الاستدلال  
والعمل کرویا ہے باقی حدیث میں کان لہ امام ضعیف ہے اور ضعیف قابل  
احتجاج نہیں و بر تقدیر صحت و رباب منع قراۃ مقتدی نص صریح نہیں اور

لہ و نیز اس حدیث میں قراۃ مصدر سے مضاف طرف امام کے اور مصدر مضاف ایک  
صیغہ ہے بخلاف صیغہ عموم کے کما تقرر فی مقررہ پس بنا بر اسکے یہ حدیث عام ہوئی مثال  
جميع قراۃ امام کو اور عموم مخصوص ہے باحوث صحیحہ مثل حدیث عباوہ بن مسعود  
وغیرہ کے چنانچہ بعینہ بھی مضمون مستفاد ہوتا ہے کلام ہدایت نظام سے نواب الاجاہ  
کے و نیز عباورثہ۔ و بر فرض این معنی کہ بنا بر کثرت طرق منتہض میتواند شد عامست  
زیر کہ مصدر مضاف یکی از صیغہ عموم باشد کما تقرر فی الاصول و قراۃ الامام  
و رانجام مصدر مضاف واقع شدہ پس شامل جميع قراۃ امام باشد این عموم مخصوصست  
باحوث صحیحہ مثل حدیث عباوہ بن مسعود قال صلی بنا رسول اللہ صلعم الصبح فتقلت  
عليه الفرة فلما انصرف قال لي اسركم تقرأون خلف امامكم قال قلنا يا رسول الله  
اي والله قال فلا تفعلوا الا بامر القرآن فانه لا صلوة لمن لم يقرأ بها انتهى۔ کافی  
دلیل الطالب ترجمہ حدیث۔ صبح کی نماز پڑھی رسول صلعم نے تو بخاری ہوئی آپ پورا است  
جب فارغ ہوئے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے قراۃ  
کرتے ہو سہنے کہا ان قسم اللہ کی اسے رسول اللہ فرمایا نہ کیا کرو مگر القرآن  
کیونکہ نہیں ہوتی نماز اس کی جس نے نہ پڑھا اسکو ۱۲

حال والدہ الشیخ عبدالرحیم اندکان فی اکثر فروغ موافقہ المذہب  
الحنفی الا فی بعضہا اذ اظهر رجحان مذہب الغیری فی ذلک  
بحسب الحدیث او العجیلان فمن ذلک قراءۃ الفاتحۃ فی حالۃ الاقتداء  
وفی صلاۃ الجنائزۃ انتہی بقدر الحاجة ثم حمیہ اور محتار صاحب  
حجتہ المدالبانہ اور اوکے والد کا یہی ہے چنانچہ اپنے اپنی کتاب  
انفاس العارفین میں اپنے والد الشیخ عبدالرحیم سے بطور حکایت کے ذکر  
کیا ہے کہ آپ اکثر فروغ میں موافق مذہب حنفی کے عمل کرتے تھے مگر بعض  
میں جبکہ آپ کے لئے مذہب غیر کا رجحان معلوم ہو جاتا تھا یہ رجحان یا تو  
حدیث سے یا وجدان سے اسی رجحان سے ہے پڑھنا فاتحہ کا امام کے  
پیچھے امام کی اقتداء میں اور نماز خبازہ میں فقط ۴ اور اسطرح  
اسوۃ المحققین و قدوة المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز  
اپنے بعض فتاویٰ میں درباب قراۃ فاتحہ خلف امام و آمین بالجہر تاکید  
اکید فرماتے ہیں وعبارتہ کذا۔ متفق برین حنی گردیدہ کہ سورہ فاتحہ  
در پس امام باید خواند یا میں طور ہر گاہ امام لفظ الحمد بخواند مقتدی بشنود  
وگوید الحمد تا آخر سورہ ہمین طور باخفا ضم کر وہ باشد و ہر گاہ امام آمین  
رسد ہم مقتدیان بگویند بالمد و الجہر آمین انتہی۔ بقدر الضرورۃ ۴  
**قال المجیب** آجک کل علماء حنفیہ اسی پر عمل ہوتے آئے الخ۔  
**اقول** وبالله التوفیق ومنہ الوصول الی التحقيق الحقیق  
یہ قول بھی آپکا مخدوش ہے بسہ وجہ اولایہ کہ حسب دعویٰ علماء حنفیہ

اور مکروہ نہیں ہے نماز سر یہ مین بہ بیاعت حدیث مرفوعہ کے کہ مت  
 پڑھو مگر فاتحہ۔ اور ایک روایت مین مت پڑھو کوئی شئی جب مین زکوٰۃ  
 سے پڑھو مگر سورہ فاتحہ۔ عطا نے کہا کہ صحابہ و تابعین قرآنہ فاتحہ کو  
 مقتدی کیا واسطے خیال کرتے تھے نماز جہری اور سری مین پس دونوں  
 یعنی امام ابو حنیفہؒ نے محمد نے پہلے قول سے ثانی کیلئے احتیاطاً رجوع  
 کیا ہے۔ بقدر ضرورت۔ پس آپ اگر امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کرتے  
 ہیں تو ان کے قول ثانی معمول کی موافق عمل کیجئے ورنہ حنفیت کا دعویٰ  
 چھوڑ دیجئے فتا برنیہ۔ **قال المجیب** علماء متقدمین الخ۔  
**اقول** وباللہ التوفیق یہ قول آپکا مخدوش ہے بستہ وجہ اولیٰ یہ  
 کہ جب کتاب وسنت و آثار صحابہ راشدین و اقوال ائمہ مجتہدین وجوب  
 ترک قرآنہ فاتحہ خلف امام نہ ثابت ہوا تو ان کے منع کرنے سے منع نہ لازم  
 آیا۔ ثانیاً یہ کہ جب امام صاحب سے بھی اجازت ثابت ہو چکی اور علمائے  
 منع کیا ثواب وہ علماء نہ متبع امام کے رہے اور نہ متبع خدا و رسولؐ  
 اور اصحاب رسولؐ کے پھر ان کے قول کا کیا اعتبار۔ ثالثاً یہ کہ منع انہیں  
 علمائے کیا ہے کہ جنہوں نے اتباع کتاب وسنت کی چھوڑ دی ہے نہ تو ان  
 علمائے جو اتباع کتاب وسنت مین سرگرم ہیں جیسے شاہ عبدالرحیمؒ اور  
 ان کے فرزندان حضرت شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کہ انہوں نے حکم  
 احادیث صحیحہ قرآنہ فاتحہ خلف امام کو اختیار کیا ہے وہ جو مختار صحابہ  
 حجۃ اللہ البالغہ و والدہ فائدہ ذکر فی کتابہ انفس العارفين حاکم علیہ



صنیع من نقل هذا القول في كتبهم ساكتا عليه ولم يحكموا بكونه  
 غلطاً مردداً - انتهى ما في امام الکلام ترجمہ اللہ کی قسم میں  
 سخت تعجب میں ہوں فعل اوان کو کون سے جو اس قول کو اپنی کتب  
 میں نقل کرتے ہیں اور اس پر چکے رہتے ہیں اور اس کے رد و رد اور  
 غلط ہونے کا حکم نہیں کرتے ختم ہوئی عبارت امام الکلام کی -  
 قال المجیب اگر شک ہو تو اوان تصنیفات کو دیکھئے انہ - اقول بے  
 اللہ تعالیٰ وصونہ لغوی باللہ من ذلك شک آپ کو ہو ہمارے مانجھ  
 میں تو ذلك الکتاب لاریب فید ہے پھر تم کو کیون شک ہونے لگا ہو  
 ویکھ کر شک خود فک ہو جاتا ہے خلص کلام یہ کہ بدلیل کتاب وسنت ہم کو  
 یقین کامل ہو چکا ہے کہ قراۃ فاتحہ خلف الامام موجب اجر و ثواب  
 ہے اور ترک کرنا اس کا باعث عتاب و عذاب بباعث نہونے نماز کے  
 البتہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی آیت خواہ حدیث و رباب ثبوت  
 منع اور وعید و نفی اجر و ثواب نص صریح ہو تو لائے ورنہ پھر لب  
 نہ ہلائے - قال المجیب اب اگر اوان بزرگان دین کے قول کو فی زمانہ  
 کوئی شخص باطل اور جھوٹ کہے انہ - اقول عجول للہ تعالیٰ ہم آپ  
 یہ پوچھتے ہیں کہ ضمیر اوان کے ساتھ آپ نے کن بزرگان کی طرف اشارہ کیا ہے  
 مانعین قراۃ فاتحہ خلف امام کی طرف اشارہ کیا یا مجوزین قراۃ فاتحہ کہ طبرف  
 اگر مانعین کی طرف اشارہ کیا تو چونکہ قراۃ فاتحہ خلف امام بدلیل کتاب وسنت  
 و آثار صحابہ کرام و اقوال ائمہ مجتہدین و من بعدہم رضی اللہ عنہم ثابت ہے

کے علامہ شہر نے ہر مسئلے کے ثبوت کے لئے مسائل مندرجہ سے استدہار کی  
ایسی آیت اور حدیث صحیح طلب فرمائی ہے کہ جب پیش کیا سے تو نص صریح  
قطعی الدلالت ہو۔ پس آپ کو لازم تھا کہ ایسی آیت اور حدیث تحریر فرماتے  
کہ درباب ترک وجوب قراۃ فاتحہ خلف امام نص صریح قطعی الدلالت  
ہوتی نہ یہ کہ علماء حنفیہ کے عمل اور اوکئی تالیفات میں جو مخرجات ہیں  
پیش کریں۔ ثانیاً یہ کہ اس کلام خرافت التیام سے یہ بات لازم آتی ہے  
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اپنے مقلدین کے عمل اور تحریر سے مسائل شرعیہ استنباط کیا  
کرتے تھے نہ کتاب وسنت سے اسلئے کہ آپ علماء حنفیہ کے عمل اور تحریر کو امام کے  
مسائل کے ثبوت کے لئے پیش کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ ترجیح موجود کی  
ہے راجح پر وہو کما تری۔ ثانیاً یہ کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جنھوں نے  
اس قول کو اپنی تصنیفات میں نقل کر کے سکوت کیا اور اوپر حکم غلطی کا  
نویا اسی قسم کے علماء پر مولوی عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی اس زمانہ  
میں سخت تعجب کرتے ہیں حیث قال لا واللہ لفی تعجب شدید من

لہ بالذات مولفہ امام الکلام کے کلام کو میں نے اپنی تحریر میں بغیر تقویت و تائید نہیں نقل کیا  
بلکہ اس نظر سے نقل کیا کہ مجیب شہر راؤ کو اور ان کے والد یعنی مولوی عبدالحکیم صاحب  
اپنا پیشوا و متقد اسمجیتا ہے اسوجہ سے کہ یہ لوگ اکثر حاشی کتب فقہیہ میں عدم  
جواز قراۃ فاتحہ خلف امام کے جانباً مل ہو گئی ہیں و عہذا اس نقل کو بنا براعتقاد و تقول  
عنہ تصور کرنا چاہئے ۱۱۔ ۱۲۔  
۱۳۔ مولوی عبدالحی صاحب و سرن پور کے تعلق سے تھے  
ہیں اور خود ہی اس فعل کے متکلم ہیں جسکو تنسک ہو وہ حاشی ہر یہ میں مسئلہ

طالب کرتا ہے نہ صلوٰۃ سر یہ میں اور نہ صلوٰۃ جہریہ کے اندر سکنات امام  
میں جسمین قراۃ فاتحہ کجاوے ورنہ لازم آئے تکلیف مالا یطاق اور نکال  
ہے چنانچہ اسبوجہ سے اللہ جل شانہ نے اس قسم کی تکلیف کو اسبوجہ نہروں  
سے دور کر دی ہے قال تعالی لا یكلف اللہ نفساً الا و سعیہا فبنا علیہ  
صلوٰۃ جہریہ کے اندر سکنات امام میں اور سر یہ میں آیہ کریمہ سے منع قراۃ  
فاتحہ خلف امام نہ ثابت ہوا اور جبکہ منع قراۃ فاتحہ خلف امام حق میں مقتدیوں  
کے باستدلال آیہ کریمہ نہ ثابت ہوا تو بدلیل آیہ کریمہ اذ کلم ربک فی  
نفسک وحدیث عبادہ لا تفعلوا الا ما یام القرآن و دیگر احادیث صحیحہ صریحہ  
غیر منسوخہ غیر متروکہ تخصیص نماز جہریہ میں بقاعدہ اصول کے کجاوے سے  
تو اب وجوب قراۃ فاتحہ خلف الامام ثابت رہا و ذلک ما ارجو نکاہ۔

قال المحیب اور کہا امام احمد نے الخ۔ اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ اسمہ  
و وسیع علمہ اگرچہ کسی نے اس قول کو تحریر کیا کہ امام احمد کی طرف نسبت  
کر دیا ہو مگر یہ لائق سماعت نہیں کیونکہ اس آیہ کریمہ کے شان نزول میں  
بہت اختلاف ہے کوئی کہتا ہے وریاب سکوت عند الخطب نازل ہوئی ہے  
اور کوئی کہتا ہے وریاب تحریم کلام فی الصلوٰۃ نازل ہوئی اور کوئی کہتا ہے  
وریاب ترک جہر بالقراۃ خلف الامام نازل ہوئی و علی ہذا القیاس وریاب  
شان نزول آیہ کریمہ مسانید اور کتب تفاسیر میں اقوال مختلفہ و آثار  
مؤلفہ بکثرت موجود ہیں اگر اجماع ہوتا اس قول پر تو یہ اختلاف نہ ہوتا  
و سلمنا کہ آیہ کریمہ وریاب صلوٰۃ ہی نازل ہوئی مگر اس سے یہ تک لازم آتا ہے

تو وہ مانعین متبع غیر سبیل المؤمنین کے ہوئے اور جبکہ وہ متبع غیر سبیل  
 المؤمنین کے ہوئے تو بنظر رفع شر بحکم حدیث من رای منك منكم صلا لک الحمد  
 اونکے اقوال و اہمیکلی جو کوئی تردید یا تکذیب کرے تو وہ عند اللہ مومن  
 راست گو ہے نہ حسب فہم شریف آپ کے جھوٹا۔ اور اگر مجوزین کی طرف  
 اشارہ کیا ہے اپنے تو البتہ وہ بزرگان دین ہیں جو کوئی اونکے اقوال  
 مدللہ و تقریرات میں ہر نہ کی تردید و تکذیب کرے تو بیشک وہ جھوٹا ہے  
 کما لا یخفی قال المجیب بہ کیف آدم باصل مد غار نو و یعنی علماء حنفیہ  
 کے نزدیک قراءۃ سورۃ فاتحہ بھی و گیر سورۃ و آیات کا پڑھنا بھی ایام  
 کے منع ہے لقولہ تعالیٰ و اذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم تتقون  
 الخ۔ اقول بتفنیق اللہ الملمہ للصلوب و للموفق للجواب اس آیت  
 سے دلیل پکڑنا مطلق عدم قراءۃ پر محض جہالت ہے کیونکہ استمعوا آیت کریمہ  
 میں صیغہ جمع مذکر حاضر معلوم باب افتعال سے مشتق استماع سے ہے  
 اور استماع بمعنی گوش داشتن صلا بالام قولہ تعالیٰ فاستمعوا له کذا فی الصحاح  
 اور انصتوا صیغہ جمع مذکر حاضر معلوم باب افعال سے مشتق انصات  
 سے ہے اور انصات بمعنی سکوت تمتع یا نفس سکوت یا سکوت مع الاستماع  
 کما فی مجمع البحار۔ پس اس صورت میں یہ دونوں مصدر باعتبار مفہوم اپنے  
 کے خاص ہوئے صرف قراءۃ جہر یہ کے ساتھ اور جبکہ یہ دونوں خاص ہوئے  
 صرف قراءۃ جہر یہ کے ساتھ تو آیت کریمہ سے یہی امر ثابت ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ  
 استماع اور انصات مقتدیوں کے صرف صلوۃ جہر یہ کے اندر حالت جہر بالام

قال النعمانی فی شرح صحیح مسلم ان هذه الملفظة مما اختلف الحفاظ فی  
صحته فروى البيهقي في سنن الکلبی عن ابی داود ان هذه الزيادة  
ليست بحفظ فظة كذلك رواه عن ابن معين وابی حاتم الرازي والداقطنی  
والحافظ ابی علی النیسابوری شیخ الحاکم واجتماع هؤلاء الحفاظ على تضعيفها  
مقدم على تصحيح مسلم لاسيما ولحدیثها مسندة فی صحیحها انتھی  
شرح حمید امام نووی فی شرح مسلم من فرمایا ہے کہ اس لفظ کی صحت میں  
حفاظ حدیث کا اختلاف ہے بیہقی نے اپنی کتاب سنن کبریٰ میں ابو داود سے  
روایت کی ہے کہ یہ زیادتی محفوظ نہیں ہے ایسا ہی اسکورواایت کیا ہے  
ابن معین اور ابی حاتم رازی اور واقظنی اور حافظ ابو علی نیساپوری شیخ  
حاکم سے مجتمع ہوا ان حفاظ حدیث کا اس زیادتی کی تضعیف پر مقدم ہے  
مسلم کی تصحیح پر خصوصاً جبکہ اسکوا بطور استناد کے اپنی صحیح کتاب میں اُسے  
نہیں ذکر کیا۔ ثانیاً یہ کہ اذا قرء فانصتوا محمول ہے سکوت پر عند القراة  
صلوة جہریہ میں۔ اور حدیث عبادہ کی محمول ہے قراة پر سکنات امام  
اور سر یہ میں فتدیر۔ قال المجیب در مختار میں لکھا ہے کہ مقتدی  
قراة امام کی سننے الخ۔ اقول وباللہ التوفیق استدلال کرنا صاحب کا  
بقول ابو ہریرہ اور آپ کا بقول صاحب در نہایت فاسد کی ہے نہایت فاسد پر  
یہ وجہ اولیٰ کہ اس حدیث کو ابو ہریرہ سے اکبر نے روایت کی ہے اور  
مجمول ہے ثانیاً یہ کہ برقیہ تسلیم اس بات کے کہ اکبر معروف و مقبول ہے  
یہ روایت محمول ہے ترک قراة ما عداہ فاقہ پکیونکہ حضرت ابو ہریرہ شریعت

یہ حدیث نووی  
مستخرج من  
مجلد فضل الکتاب  
وہابی ص ۳۷

کہ مقتدی کو قرامۃ آہستہ پڑنا بھی منع ہے بلکہ اسکے آگے کے جملہ یعنی  
 واذا کمر بک فی نفسک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی آہستہ پڑنا  
 زور سے نہ پڑہیں۔ اچھا فرض کیا کہ اس آیت سے مخالفت صلوۃ جہت  
 میں ثابت ہوتی ہے تو بھی حدیث عبادہ بن صامت وغیرہ سے تخصیص  
 اسکی کیجاو گی۔ **قال المجیب** اور وہ حدیث جو حضرت ابو ہریرہ  
 سے مروی ہے **الح اقول** بعونہ وصونہ تعالیٰ استدلال کرنا اچھا  
 اس حدیث سے مخدوش ہے بدو وجہ اولاً یہ کہ زیادتی کلمہ فالصوت  
 کی اس حدیث میں اکثر حفاظ کے نزدیک غیر محفوظ ہے چنانچہ اسیدو جہ  
 امام مسلم نے باوجود صحیح کہنے کے اس حدیث کو اپنی سند میں نہیں درج کیا  
 اور سورہ فاتحہ پڑھنے کی خلف امام تائید اکید کیجائیگی کیونکہ بدون  
 اسکے نماز نہیں ہوتی لہذا ضرور پڑھنا چاہئے اگرچہ امام جہر سے پڑھے  
 سکتے کرے یا نہ کرے چنانچہ اسی معنی کو مودہ ہے کلام لطافت التیام  
 نواب والا جاہ کا وندہ صورتہ۔ والوہریرہ چون روایت حدیث فہی خداج  
 کرد الوالسا تب ازوے پسید کہ من احيانا و پس امام میباشتم یعنی پس  
 چکونہ خوانم ابوہریرہ ذراخ اوراخذ کرد و گفت اقرا البھانی نفسک یا فاکہی  
 الحدیث و کجول میگفت کہ و مغرب و عشا و صبح و ہر رکعت بسرا باندہ خواند  
 پست گرفت و نمازی کہ امام جہر کند تو نزد سکتے و سے بخوان و اگر سکتے  
 نمکن قبل ازوے و بعد ازوے و ہمراہ و سے بخوان و ترک کن  
 آنرا و رہیچ حال رواہ ابو داود و انتہی مافی مک الختام فقط ۱۲

مترجم ابو رافع حضرت علی رضی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ  
 حضرت علی اگر تختی اور روست رکھتے تو کھڑک پڑا جاوے خلف الامام ظہار اور عرصہ میں فاتحہ کتاب  
 اور سورۃ سورۃ اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ کتاب اسکو امام  
 بخاری نے جزا القراۃ میں روایت کیا ہے۔ اور ایسا ہی حضرت  
 عمر بن خطاب اور ابن مسعود اور عبداللہ بن مغفل وغیرہم اصحاب رسول اللہ  
 صلعم سے مروی ہے۔ آپ ابیسی حدیث صحیحہ مرفوعہ لائے کہ  
 درباب منع قراۃ خلف الامام نص صریح ہو پندرہ نہیں سترہ لیجئے ورنہ  
 کسی کے سامنے منہ نہ کیجئے۔ قال المجیب اور کہا امام محمد نے مؤطابین  
 الخ۔ اقول باللہ التوفیق استدلال کرنا آپ کا ساتھ اس حدیث کے مقتضی  
 ہے بخند وجہ اولیٰ کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف و مرسل ہے ثانیاً  
 کہ درباب منع قراۃ مقتضی نص صریح نہیں بلکہ محتمل ہے ترک قراۃ ہاتھ  
 اور ترک ماعدہ کو اور دیگر روایات وجوب قراۃ فاتحہ خلف الامام پر  
 نص دلالت کرتی ہیں پس مقدم کرنا اونکا اسپر قطعاً لائق و فائق ہے ورنہ  
 العکس ثانیاً یہ کہ معارض ہے آیت کریمہ فاقرئوا ما تیسر من القرآن و حدیث  
 لا صلح لمن لم یقرء یا القرآن و حدیث لا تقبلوا الا یا القرآن و دیگر  
 احادیث صحیحہ صحیحہ معمول بہا کو فانصف و لا تعسف قال المجیب کہا امام  
 محمد نے الخ۔ اقول و باللہ التوفیق کیا وجہ کہ بار بار آپ ایک اسی روایت  
 و تفسیر پڑھتے ہیں اور دوسری کوئی روایت نہیں رقم فرماتے شاید  
 اس خیال سے کہ تکرار کرنے میں اس روایت کے عوام کا لانعام یہ سمجھتے ہیں

قراردہ فاتحہ خلف امام کے قائل ہیں چنانچہ ابوہریرہ نے جواب میں فرمایا کہ کیا  
 اقربہا فی نفسک (یعنی تو فاتحہ کو اسہلہ پڑھ) اب آپ ایسی روایت  
 صحیحہ لائے کہ درباب منع قراتہ فاتحہ خلف امام نص صریح ہو پندرہ نہیں  
 ستہرہ لہجے ورنہ تسلیم کیجئے **قال المحیب** غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار  
 میں لکھا ہے النہ۔ **اقول** یتفق اللہ العلیہ فی جماعہ الخ صیدرا واولاہین  
 آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ شان رسالت بڑھ کر ہے یا شان صحابیت اگر یہ  
 فرمائے کہ شان صحابیت بڑھ کر ہے تو یہ ظاہر البطلان ہے۔ اور اگر یہ فرمائے  
 کہ شان رسالت بڑھ کر ہے تو حدیث عبادہ کی مرفوعہ و درباب وجوب قراتہ  
 فاتحہ خلف امام نص صریح ہے تا نیا یہ کہ ان حضرات سے کوئی اثر درباب  
 منع قراتہ خلف امام صحیح طور پر ثابت نہیں ہوا۔ اور انہی صحابہ کی طرف نسبت  
 عدم قراتہ فاتحہ کی کرنی محض اوہابے نہ کسی کتاب حدیث میں یہ آیا ہے  
 نہ کسی نے آج تک اسناد متصلہ انکی لکھی ہیں۔ و بہ تقدیر تسلیم صحیح محمول  
 ہے منع قراتہ ماعدا سورہ فاتحہ پر کیونکہ درباب قراتہ فاتحہ خلف امام  
 ان حضرات سے خود روایات موجود ہیں بلکہ حضرت علی سے تو ظہر اور عسکری  
 رکعتین اولین میں خلف امام وجوباً قراتہ فاتحہ مع سورہ دیگر مروی ہے  
 عن ابی رافع عن علی بن ابی طالب انہ کان یأمر ویحجب ان یقرء خلف الامام  
 فی الظہر والعصر بقائتہ الکتاب وسوق سوئقی و فی الآخرین بقائتہ  
 الکتاب رواہ البخاری فی جزء الفتنہ و تخی عن عمر بن الخطاب و ابن مسعود  
 و عبد اللہ بن مغفل و غیرہم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۲۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۳۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۴۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۵۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۶۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۷۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۸۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۹۔ کہ قبول قراتہ الایمان  
 ۱۰۔ کہ قبول قراتہ الایمان



ہو چکا تو اب یہ مسئلہ اجماعی نہ رہا اجماع سکوتی ہو خواہ اجماع صریحی کی طرح  
 اتنا بھی آپ نے کسی اہل علم سے نہ پوچھ لیا کہ اجماع کے لئے کیا شرط ہے فالحق  
 والحق اقول اجماع کے لئے اجتماع کل کی شرط ہے اور خلاف واحد کا مانع  
 اجماع ہے مثل اکثر کے والشرط اجتماع الكل وخلاف الواحد مانع کلا  
 الا اکثر یعنی فی حین انعقاد اجماع لو خالف واحد کان خلافا معتبرا و  
 لا یعتقد الاجتماع کما فی المنار وشرح نور لانوار ترجمہ اجماع میں  
 سب کے جمع ہونے کی شرط ہے اور خلاف ایک کا بھی مانع ہے مثل خلاف  
 اکثر کے یعنی وقت اجماع ہونے کے اگر ایک نے بھی خلاف کیا تو اس کا خلا  
 کرنا معتبر ہوگا اور اجماع منعقد نہیں ہوگا ایسا ہی منار اور اسکی شرح  
 نور الانوار میں ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگر منع قراۃ پر اجماع ہوتا تو بائین اسمہ  
 اس مسئلہ میں اتفاق ہوتا نہ نزاع و خلاف اور امام شافعی اس امر کو خوب  
 سمجھتے نہیں۔ قال المحجیب نہایہ میں ہے الخ۔ اقول وبالبد  
 التوفیق استدل لال کرنا آپ کا ساتھ اس حدیث کے مروی ہے بسہ  
 وجہ اولاً یہ کہ کتب محدثین ثقات میں کہیں اس روایت کا پتا و نشان  
 نہیں پایا جاتا۔ ثانیاً یہ کہ عند الاثبات کوئی طریق اسکے رفع کا نظر نہیں آتا  
 اور صاحب نہایہ وغیرہ شراح ہدایہ کا ذکر کرنا کچھ معتبر نہیں کیونکہ وہ محدث  
 تھے قال علی القاری شہ لا عقب بنقل صاحب النہایۃ ولا بقیۃ شراح  
 الہدایۃ فانہم لیسوا من المحدثین ولا اسند والحدیث الواحد  
 من المخرجین ترجمہ ملا علی قاری نے کہا کہ نہیں اعتبار ہے نقل

کہ در باب منع قراۃ فاتحہ خلف امام بہت روایتیں ہیں یا اسوجہ سے  
 کہ کتب فقہیہ حنفیہ میں بھی ایک روایت مکرر مروی ہے۔ بہر کیف کاتب  
 الحروف یضمن اقوال سابقہ جواب باصواب اسکا تحریر کر چکا ہے فقہ  
**قال المجیب** شرح مشکوٰۃ المصابیح میں شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
 نے لکھا ہے **انہ اقول** وباللہ التوفیق شیخ عبدالحق کے لئے یہ حدیث  
 دلیل ہو کر اہل حق کے لئے بوجہ مذکورہ دلیل نہیں ہے اور بتوضیح تمام  
 قلوبیج والا کلام جواب اسکا گزر چکا فتہ ذکر۔ **قال المجیب** اور یہ بین  
 لکھا ہے **انہ اقول** بعونہ تعالیٰ۔ اس حدیث پر اجماع صاحب ایک گھر میں شاید  
 ہوا ہو تو ہوا ہو مگر یہ منورہ میں اصحاب رسول اللہ صلوٰۃ علیہم السلام اجماع اسپر  
 نہیں ہوا کیونکہ اگر انکا اجماع اسپر ہوتا تو حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت  
 ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کیوں اجماع سے باہر ہوتے مقتدی کی کوہ  
 فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے **قال المجیب** اور رقم الاقبار حاشیہ نو لا لوارین  
 الخ۔ **اقول** وباللہ التوفیق مولوی عبدالحلیم صاحب کے کلام سے یہی ثابت  
 ہوتا ہے کہ حدیث جابر کی صحیح ہے اگرچہ عند المحققین صحیح نہیں مگر یہ برگز  
 نہیں ثابت ہوتا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے منع قراۃ فاتحہ خلف امام پر کیونکہ  
 ممکن ہے حمل کرنا اسکا ماسوار قراۃ فاتحہ پر یا حمل کرنا اسکا قراۃ فی  
 الجہر پر یا جہر بالقراۃ پر فافہم۔ **قال المجیب** اور کہا سرخی نے **انہ**  
**اقول** وباللہ التوفیق یہ قول منقوض ہے بدو وجہ اولاً یہ کہ ہر گاہ اکثر  
 صحابہ رسول اللہ صلوٰۃ علیہم وسلم ثبوت قراۃ مقتدی بہ سند صحیح مروی وثابت

بخاری نے جزر القراۃ میں فرمایا ہے وروی علی بن صالح عن اصابہانی  
 عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ عن علی رضی عنہ من قرء خلف الامام  
 فقد اخطا الفطرۃ و هذا لا یصح لانہ لا یعرف المختار ولا یدری انہ سمعہ  
 من ابیہ ام لا و ابوہ عن علی و لا یحتمل اھل الحدیث بمثلہ ترجمہ  
 علی بن صالح نے اصحابہانی سے روایت کیا وہ مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی  
 سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے وہ حضرت علی رضی عنہ سے جس شخص  
 نے پڑھا امام کے پیچھے اوس نے فطرۃ کے خلاف کیا اور یہ اثر نہیں صحیح ہے  
 کیونکہ مختار مجہول ہوا و نہیں معلوم کہ اوس نے اپنے باپ سے سنا ہوا نہیں اور باپ کو  
 علی سے اور المجاہد سے ایسے اثر سے جو نہ ہیں کہ پڑھنا یا کہ دربار جو بقرۃ تہمتی  
 حضرت علی رضی عنہ سے خود روایت ہے مگر ثانیہ کہ یہ عارض ہے حدیث مرفوعہ عبادہ کو  
 کہ اوس کو مقدم کرنا روایت مرفوعہ پر ترجیح مروجہ کی ہے راجح ہے  
 و ہو ممنوع **قال المجیب** ناقلا عن بعض الکتاب اذا ثبت رفع الحدیثین  
**الحق اقول** و باللہ لتستقین اثر اول حضرت عمرؓ تک بطریق صحت مرفوعہ  
 نہیں ہوا علی ہذا القیاس ثانی حضرت علیؓ تک پس جملہ کان کہ رفعہما الی اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم بالکل باطل ٹھہرا کہ لا یخفی عند البطلہ والصبیان  
**قال المجیب** قال سعد و ددت الحق **اقول** بتوفیق اللہ تعالیٰ  
 اولایہ اثر قابل استدلال نہیں کیونکہ مرسل ہے اور ضعیف امام بخاری  
 جزر القراۃ میں فرمایا ہے وروی داؤد بن قیس عن ابن نجادہ رجل  
 من ولد سعد عن سعد و ددت ان الذی یقرء خلف الامام ففیہ

صاحب نہایہ کا اور نہ بقیہ شراح ہدایہ کا کیونکہ وہ نہیں ہیں محدثین سے  
 اور نہ انھوں نے ثبت کیا ہے حدیث کو کسی مخرج حدیث کی طرف مثلاً  
 یہ کہ یہ روایت بر تقدیر حجت محمول ہے ماعدار سورہ فاتحہ پر کوئی روایت  
 مرفوع ایسی لائے کہ اس باب میں نص صریح ہو پس نہ وہ نہیں سنتہ لیجائے  
 ورنہ کچھ تو شرعاً **قال المحجب** فاقدوعنی بعض الکلب قال عمر بن  
 الخطاب اذ اقول وباللہ التوفیق استدلال کرنا آپکا ساتھ اس اثر کے منوع  
 ہے بخند و جہاؤ لایکہ اثر صحیح نہیں ثانیاً یہ کہ معارض ہے حدیث مرفوع  
 لایقرآن الا بامر الکتاب کے۔ ثالثاً یہ کہ حضرت عمرؓ خود فتویٰ دیتے تھے  
 مقتدی کو قراۃ کرنے کے لئے عن یزید بن شریک قال سالت عمر بن  
 الخطاب اقرء خلف الامام قال نعم قلت وان قراءت یا امیر المؤمنین  
 قال وان قراءت سر واه البخاری فی جزء القراءۃ ترجمہ روایت ہے  
 یزید بن شریک سے کہا میں نے عمر بن الخطاب سے سوال کیا کہ میں امام  
 پیچھے پڑھوں فرمایا مان میں نے کہا اگرچہ آپ پڑھیں اسے امیر المؤمنین  
 فرمایا اگرچہ میں پڑھوں اسکو بخاری نے جزء القراءۃ میں روایت کیا  
 را بجا یہ کہ استدلال بحکم اس اثر کے مستلزم ہے مانعت شاذ خلف الامام کو  
 حق میں مد رک کے حالانکہ بروایت بعض فقہاء یہ روایت بعض کتب فقہیہ  
 حنفیہ میں موجود ہے فاللزام باطل والملزوم مثله **قال المحجب**  
 وقال علی بن ابی طالب اذ اقول بعونہ فی قوۃ شانہ تعالیٰ استدلال  
 کرنا آپکا ساتھ اس اثر کے منقوض ہے بخند و جہاؤ لایکہ یہ اثر صحیح نہیں امام

نفی کرتی ہیں شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ہدایہ باب الجمعہ میں تصریح  
 کی ہے کہ قول صحابی کا ہمارے نزدیک حجت ہے جب تک کوئی شے سنت  
 سے اوسکو نفی نہ کرے عبارت اوسکی اسطرح پر ہے قول الصیابی حجتہ  
 ما لم ینفیہ شیخ من السنۃ ترجمہ قول صحابی کا ہمارے نزدیک  
 حجت ہے جب تک کوئی شے سنت سے اوسکو نفی نہ کرے فقط۔ توبہ  
 قول صحابی کا حجت کسی صورت سے نہ ہوگا قال المجیب اور کہا ترمذی  
 نے انج۔ اقول اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ اثر جابر ہی کا  
 ہے نہ کسی دوسرے صحابی کا اور نہ حدیث مرفوع کہ آپ کے دعوے  
 کے لئے دلیل ہو اور حجت بتین کما ہوا ہر۔ قال المجیب اور شاہ  
 ترمذی میں صحیح صفحہ ۵۹ و ۶۰ مطبوعہ مطبعہ مفتی لکھنؤ کے لکھا ہے  
 اقول بحول اللہ تعالیٰ استدلال کرنا آپکا منع قرآنہ مقتدی پر پڑا  
 جابر عنہما العلم بالان سماعت والتفات نہیں بدو وجہ اولیٰ کہ یہ روایت  
 موقوف ہے جابر پر نہ مرفوع الی النسب صلی علیہ باوجودیکہ طحاوی نے  
 اس روایت کو طریق یحییٰ بن سلام کے بھی روایت کیا مگر بھیجی یہ روایت  
 مرفوع نہ ہو کیونکہ یحییٰ بن سلام ضعیف ہے واما قال الدارقطنی  
 یحییٰ بن سلام ضعیف والصواب وقف ذلک الزیلعی ثانیاً یکہ حضرت  
 جابر بن خلف امام قرآن کرتے تھے عن جابر بن عبد اللہ کہنا نقرء فی  
 الظہر والعصر خلف الامام فی رکعتین الاولین بقائتہ الکتاب  
 وسورتہ فی الاخرین بقائتہ الکتاب رواہ ابن ماجہ ترجمہ

جرحہ و ہذا مرسل ابن نجاد لہم یعرف ولا سمی ولا یحیونہ لا حد ان یقول  
 فی فی القاری خلف الامام جرحہ لان الجرح من عذاب اللہ وقال النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم لا تعدوا بعدا اب اللہ ولا یبغی لاحد ان یتقہم  
 ذلک علی سعد مع اسماء وضعفہ ترجمہ داؤد بن قیس نے ابن کبار  
 سے جو ایک آدمی اولاد سعد سے ہیں روایت کیا اور وہ سعد سے رقتاً  
 کرتے ہیں کہا سعد نے مین دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے پڑھے  
 او سکے منہ میں چنگاری بھری جاوے اور یہ روایت مرسل ہے ابن  
 نجاد مجہول اور مجہول الاسم ہے کیونکہ نہیں جانتے ہیں کہ کسے قاری کے  
 منہ میں چنگاری بھری جاوے کیونکہ چنگاری عذاب اللہ ہے اور اپنے  
 فرمایا ہے کہ مت عذاب کرو عذاب اللہ کے کیونکہ چاہے کہ سعد پر ایسا  
 گمان کرے باوجود اسکے ضعیف اور مرسل ہونے کے فقط۔ تانیہ کہ  
 بر تقدیر صحت یہ روایت محمول ہے ماعدہ سورہ فاتحہ پر قال المجیب  
 وقال علیہ السلام اقول لعونہ اللہ تعالیٰ استدلال کرنا ساتھ اس اثر  
 کے مرد و ہے پس وجہ اولیہ کہ یہ اثر صحیح نہیں وہی یدعی  
 فعلیہ البیان تانیہ کہ معارض ہے احادیث مرفوعہ کو۔ ثالثیہ کہ بر تقدیر  
 صحت بھی درباب منع قراۃ فاتحہ نطف امام نص صریح نہیں دست بر  
 قال المجیب قال جابر بن صلی رکعتہ اثم اقول بتوفیق اللہ عن  
 اسماء یہ قول صحابی کا ہے اور قول صحابی کا اور سوقت حجرت ہوتا ہے کہ جب  
 سنت اوسکی نفی نہ کرے اور ظاہر ہے کہ احادیث مرفوعہ صحیحہ اسکی

كما لا يخفى فيه قال المجيب ختم بها حاشية ترمذی الخ اقول وبالله  
 التوفیق ما شئنا جامع ترمذی کے مضمون کا بھی جواب باصواب بفضلہ  
 تعالیٰ ترکیب کی ہو چکا اب انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب چند حدیثیں اور بھی  
 نقل کرتا ہوں کہ درباب ثبوت قرآنہ فاتحہ خلف امام نص صریح ہوں فانتظر  
 قال المجیب اب اگر شتمہ صاحب کا جی چاہے الخ - اقول بتوفیق اللہ العزیز  
 وہ جس سے وافحہ الکلیل آپ کے اس جواب نامہ اب کو جناب شتمہ صاحب  
 ملاحظہ فرمائیں یا نہیں گھوچو کہ وہ ہمارے منجملہ اخوان دینی و احباب دینی  
 کے ہیں ازینجیت بنظر انصاف بالانصاف واعتداف جواب نہ اس کے حملہ جملہ  
 اور فقرہ فقرہ کو دیکھنا تو من کل الوجوہ خلاف کتاب و سنت و آثار صحابہ  
 کرام و اقوال علماء امت خیر الانام یا الہذا اسکو تسلیم نہ کیا اور اس کے  
 ہر فقرہ کا جواب باصواب مکرر تحریر کر کے آپ کی خدمت شریف میں پیش کیا  
 اب ایثار وعدہ کی امید نہ رکھئے کیونکہ ایثار وعدہ بر تقدیر تسلیم تھا اور اسکو  
 چھٹے تسلیم نہ کیا تو ایثار وعدہ چھٹے معنی دار و اور ثبوت قرآنہ فاتحہ خلف  
 امام اور حدیث و لائل زائل آپ کے بدلائل صریحہ غیر منسوخہ و غیر متروکہ کہ پیسہ  
 اکثر صحابہ کرام و تابعین عظام و علمائے سلف و خلف حنفیہ و غیر حنفیہ کا اتفاق  
 ہے ضمن میں تحریر جواب الجواب کے کاتب الحروف ثابت کر چکا ہے فانتظر  
 بعین الانصاف و ایاک الاحسان قال المجیب اور ناظرین پر واضح رہے  
 الخ اقول بعون اللہ تعالیٰ جواب باصواب تو اشتہار کا آپ سے نہ ہو سکا  
 اب آپ کو لازم ہے کہ قائم مقام علامہ شتمہ کے مجبور تصور کیجیے اور عجیب اپنا

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ اہم پڑھتے تھے ظہر اور عصر میں بھی  
 امام کے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور سورہ اور پچھلی دو رکعتوں  
 میں فقط سورہ فاتحہ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ باقی جواب حدیث  
 من کان له امام کا بوجہ متعدد علی سبیل التکرار ضمن اقوال سابقہ  
 کاتب الحروف گذارش کر چکا ملاحظہ فرمائیے شاید اس سے تسکین ہو تو  
 کچھ اور سنئے وہ یہ ہے کہ استدلال کرنا آپکا بروایت من کان له امام  
 فقراءة الامام قراءۃ له منقوض ہے بیوجہ اولیٰ کہ من کان له امام  
 فقراءة الامام قراءۃ له ایک جملہ ہے اور قولہ علیہ السلام الا یا م القرآن  
 مستثنیٰ ہے جملہ سے جیسا کہ بعض احادیث میں جعلت لی الارض مسجداً  
 و طہوراً (یعنی کی گئی ہے میرے لئے زمین مسجد اور طہور) ایک جملہ  
 ہے الا المتصدق مستثنیٰ ہے جملہ سے اور مستثنیٰ خارج ہوا کرتا ہے  
 جملہ سے علیٰ ہذا القیاس۔ ام القرآن خارج ہے من کان له امام فقراءة  
 الامام قراءۃ له سے قائل فانه ینفعک ثانیاً یہ کہ یہ حدیث منقطع ہے اور  
 بروایت جابر ایک طریق صحیح سے بھی نہیں ثابت ہوتا کہ ان اماموں کا لایق  
 الفاتحۃ جسکا اعتبار کیا جائے۔ اگر کوئی روایت صحیح اسباب میں ہو  
 لائے ورنہ کچھ تو شرمائے۔ اور جبکہ قول علیہ السلام الا یا م القرآن  
 جملہ من کان له امام فقراءة الامام قراءۃ له سے مستثنیٰ ہوا تو صلوات  
 جہرہ و سریرہ و نون میں سورہ فاتحہ خلف امام پڑھنا ثابت ہو گیا تو اب  
 فقرہ و کذا لا یسبح الی و روضۃ فی صلوٰۃ الظہر والعصر محض لغو ہو گیا





تجربہ کر کے دیکھیں اس میں اسرار کیجئے اور اس کے خلاف میں احادیث صحیحہ  
غیر منقولہ میں جو ایسا ہے کہ میں تحریر کر چکا اور زیادہ قوت کے لئے  
یعنی اور جس نقل کرتا ہوں اس میں نظر و استحسان فکر و ملاحظہ فرمائے۔

عن عمر بن شعيب بن ابي بن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تقرؤن  
خلفي قالوا نعم انا نقرأ هذا قال لا تقرأوا الا بالقرآن ولا بالكتاب في جبهة القعدة  
عن نافع بن يحيى بن ربيعة عن حماد بن زيد عن ابي اسحق عن ابي عبد الله  
فيها بالقرأة فقال لا يقرءون احدكم في جبهة الا بالقرآن ولا بالكتاب في جبهة القعدة  
خلف الامام فليقرء بالقرأة الكتاب ثم حماد بن زيد عن ابي اسحق عن ابي عبد الله  
كرهه بن وهب عن ابي اسحق عن ابي عبد الله عن ابي اسحق عن ابي عبد الله عن ابي عبد الله  
كيا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو یا نہ پڑھتے ہو ان میں جلدی پڑھتے ہیں جلدی پڑھنا آئے ہیں یا  
تم میں سے کوئی سورہ فاتحہ کو اس کو امام بخاری نے خبر القراءۃ میں روایت کیا ہے نافع  
بن حماد بن ربيعة سے وہ اپنے کہنا پڑھائی ہوا غرض صلعم نماز جہر میں پس اپنے فراموش  
پڑھے ایک نماز جب میں ہر سے پڑھوں کہ سورہ فاتحہ اس کو نسائی نے روایت کیا جو امام کے پیچھے نماز  
پڑھے پس چاہئے کہ سورہ فاتحہ پڑھے اس کو طبرانی نے روایت کیا علی بن القیس السیسی  
بہت سی احادیث مرفوعہ صحیحہ غیر منسوخہ غیر متروکہ باسانید عدیدہ و طرق کثیرہ مسانید  
و دواوین حدیث میں مروی و سہو میں چنانچہ بائیں انہیں روایات کے امام ابو حنیفہ  
نے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کو علی سبیل الاحتیاط مستحسن فرمایا ہے اور بموجب انہیں  
احادیث کے حضرات مہملی وغیرہ نے بھی عمل کیا ہے مکافہ سابقہ ابراہیم کے پس  
ایسی روایان صحیحہ صحیحہ غیر منسوخہ غیر متروکہ و باب منع قراءۃ خلف الامام ہوں تو لائے

میں نے نہیں متویج کیا ہے ورنہ پھر تو متروک ہے